Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 04, Issue 01, January - June 2025, PP: 01-20
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2427
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

غیر سامی مذاہب کی کتبِ مقدسہ میں بشاراتِ بعثتِ نبوی ﷺ

(پنڈت بشیر الدین کی تحقیقات کا مطالعہ)

Prophecies of the Advent of Prophet Muhammad (ﷺ) in the Sacred Scriptures of Non-Semitic Religions (A Study of Pandit Bashiruddin's Research)

Abdul Manan
M. Phil scholar, Department of Islamic Studies, Government College University Faisalabad.
abdulmananbsis748@gmail.com

Dr. Muhammad Hamid Raza
Assistant professor, Department of Islamic Studies, Government College University, Faisalabad
drhamidraza@gmail.com

Abstract

The advent of Prophet Muhammad (ﷺ) has been prophesied in the sacred scriptures of various religious traditions, including non-Semitic religions. This research examines the prophecies regarding the last messenger in the religious texts of Zoroastrianism, Hinduism, and Buddhism, as analyzed by Pandit Bashiruddin. The study highlights the remarkable similarities between these prophecies and the characteristics of Prophet Muhammad .(ﷺ) In Zoroastrian texts, the foretold figure "Astvat-ereta" and "Shāoshyant" bear striking resemblance to the qualities of the Holy Prophet .(ﷺ) Similarly, the Hindu scriptures, particularly the Vedas, refer to a divinely chosen leader named "Narashansah" (the most praised) and "Kalki Avatar," whose attributes align closely with those of Prophet Muhammad .(ﷺ) In Buddhist traditions, the prophecy of the coming o f "Maitreya" (the merciful one) is found, which corresponds with the prophetic mission of Muhammad.(ﷺ) This study underscores the universality of Muhammad's (ﷺ) prophethood and his significance for all of humanity. The presence of such prophecies in non-Semitic religions serves as a crucial bridge for interfaith dialogue and invites followers of different traditions to explore the final message of Islam.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Keywords: *Prophecies, Advent of P rophet Muhammad (ﷺ), Non-Semitic Religions, Zoroastrianism, Hinduism, Buddhism, Pandit Bashiruddin, Astvat-ereta, Shāoshyant, Narashansah, Kalki Avatar, Maitreya, Universal Prophethood.*

1 موضوع کا تعارف

دنیا کے تمام الہامی اور غیر الہامی مذاہب میں کسی نہ کسی شکل میں ایک ایسے مصلح کے ظہور کی خبر دی گئی ہے جو عدل و انصاف کا قیام کرے گا، برائی کا خاتمہ کرے گا اور وحدانیت کا پیغام عام کرے گا۔ اسلام کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت عالمگیر ہے اور وہ تمام اقوام اور مذاہب کے لیے نجات دہندہ بن کر تشریف لائے۔ قرآن مجید میں بھی پچھلی آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کی بشارتوں کا ذکر کیا گیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کسی مخصوص قوم یا خطے تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے تھی۔

اس مضمون میں پنڈت بشیر الدین کی تحقیقات جو ماہنامہ برہان دہلی میں نو اقساط میں شائع ہوئیں، کی روشنی میں غیر سامی مذاہب کی مقدس کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے متعلق پیشین گوئیوں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ زرتشتی مذہب، ہندو مت اور بدھ مت کے قدیم متون میں ایک عظیم نجات دہندہ کے ظہور کا ذکر ملتا ہے، جس کی خصوصیات اور مشن کی تفصیلات رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر منطبق ہوتی ہیں۔ زرتشتی مذہب کے صحیفوں میں "استوتریتہ" اور "شاد شینت" کے ناموں سے ایک عظیم ہستی کے ظہور کی پیش گوئی موجود ہے جو شرک کا خاتمہ کرے گا اور ایک نیا نظامِ عدل قائم کرے گا۔ ہندو مت کے ویدوں میں "نراشنسہ" (بہت زیادہ تعریف کیا گیا) اور "کورم" (مہاجر) کے الفاظ ملتے ہیں، جو براہ راست رسول اللہ ﷺ کی صفات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی طرح، بدھ مت کے عقائد میں "میتریا" (رحمت والا) نامی ایک نجات دہندہ کے ظہور کی بشارت دی گئی ہے، جس کی صفات رحمۃ للعالمین ﷺ کے کردار سے مکمل مطابقت رکھتی ہیں۔

یہ تحقیق ثابت کرتی ہے کہ مختلف تہذیبوں اور مذاہب میں ایک ایسے رہنما کے ظہور کی پیشن گوئی کی گئی تھی جو پوری دنیا کے لیے ہدایت اور اصلاح کا پیغام لے کر آئے گا۔ ان بشارات کا تقابلی مطالعہ نہ صرف مسلمانوں کے ایمان کو تقویت دیتا ہے بلکہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے لیے بھی تحقیق اور غور و فکر کے دروازے کھولتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا عالمگیر پیغام آج بھی انسانیت کے لیے راہِ نجات ہے، جو تمام بنی نوع انسان کو وحدانیت، عدل و انصاف اور محبت و اخوت کی دعوت دیتا ہے۔

2 ایران کا قدیم مذہب اور جناب زرتشت کی پیشین گوئیاں

مقالہ مذکورہ کے مطابق ۵۵۰ ق م اور ۵۸۳ ق م کے درمیان قفقانہ اور آذربائیجان کے اس نواح میں جو وادی ارس کہلاتی ہے ایک ملہم من اللہ ہستی کا ظہور ہوا یہ زردشت کی شخصیت تھی انہوں نے مجوسیوں کو دین الہی کی تعلیم دی۔ مورخین کا خیال ہے کہ وہ حضرت یرمیاہؑ اور حضرت دانیالؑ کے شاگرد تھے۔ ان پر نازل شدہ الہامی کتاب "کاوستا" اگرچہ محرف ہو چکی لیکن اس میں اب بھی ایسے مضامین ہیں جو "دین حق" کے مؤید اور الہامی کتب کی طرح اس میں بھی حضرت محمد ﷺ کے متعلق پشین گوئیاں موجود ہیں ژند اوستا کا پہلا حصہ وندیدا او اور دوسرا ایشت کہلاتا ہے۔ جناب زرتشت کے پیروکار دو فرقوں میں تقسیم ہیں ایک فرقہ ژند اوستا کو معتبر سمجھتا ہے جبکہ دوسرا فرقہ دساتر کو معتبر سمجھتا ہے۔

2.1 ژند اوستا میں پیشین گوئی:

پنڈت بشیر الدین کے نزدیک آریائی مذاہب میں سے زرتشت مذہب میں بھی حضور ﷺ کی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ جناب زرتشت کی پیشین گوئی بطور استعارہ درج ہے کہ "جناب زرتشت کی خفیہ اولاد محفوظ ہے جو ان کے بعد اس طرح ظاہر ہو گی کہ ایک عورت حوضِ کوثر میں نہائے گی اس سے ایک موعود نبی استوتریتہ (احمد) یا شاد شینت (رحمتہ للعالمین) پیدا ہو گا جو زرتشتی دین کی حفاظت کرے گا بت پرستی مٹا دے گا اور زرتشتیوں کی اصلاح کرے گا"[1] ژند اوستا کے مترجم ڈار میٹر نے مندرجہ بالا آیت کے سلسلے میں لکھا ہے کہ اس کا نام فاتح مہربان استوتریتہ (تعریف کیا گیا یعنی محمد) ہو گا۔ وہ شاد شینت یعنی رحمت مجسم ہو گا کیونکہ وہ تمام جہان کے لیے رحمت ہو گا وہ حاشر ہو گا اس لیے کہ کامل انسان اور روحانی انسان ہونے کی وجہ سے وہ تمام لوگوں کی ہلاکت کے بر خلاف مبعوث ہو گا۔ وہ مشرک (بت پرستوں) اور ایماندار لوگوں (زرتشتیوں) کی بدیوں کی اصلاح کرے گا۔[2] اس پیشین گوئی کا ہر لفظ سوائے حضرت محمد ﷺ کے اور کسی نبی پر صادق نہیں آتا۔ آپ ﷺ کا فاتح مہربان ہونا اس سلوک سے ظاہر ہے جو فتح مکہ کے وقت کفارِ مکہ کے ساتھ کیا گیا۔ اپنے خون خوار دشمنوں کو لا تثریب علیکم[3] کہہ کر چھوڑ دیا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے حضرت محمد ﷺ ہی واحد نبی ہیں جو تمام دنیا کے واسطے رحمت بن کر آئے جبکہ ان سے پہلے جو انبیاء آئے وہ صرف اپنی اپنی قوم کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ ژند اوستا میں حضور ﷺ اور صحابہ کے متعلق مزید پیشینگوئی کی کہ "ہم اس کی تعظیم کرتے ہیں جو نیک، طاقتور، مہربان نفوس ہیں جو مقدس زرتشت کے اصول کی حفاظت کرتے ہیں جو اپنے بادشاہ کے داہنے ہاتھ لڑتے ہیں"[4] مزید ہے کہ "وہ اس کی طرف اڑتے ہوئے آتے ہیں گویا وہ تیز رفتار پرند ہیں وہ میدان جنگ میں ایک ہتھیار اور ڈھال کی مانند آتے ہیں

اس کو اپنے پیچھے اور اپنے آگے رکھ کر حفاظت کرتے ہیں۔ نظر سے پوشیدہ دشمن، بدکار، شرارت پر تلے، نہایت خطرناک ابو لہب سے اسے بچاتے ہیں ایسا ہو گا گویا کہ ہزار آدمی ایک آدمی کی حفاظت کر رہے ہیں پس نہ عمدگی سے چلائی ہوئی تلوار، اور نہ خوب پھینکا ہوا تیر اور نہ زور سے چلائی گئی برچھی اور نہ ہاتھ سے پھینکا ہوا پتھر اسے ہلاک کر سکے گا"[5] جناب زرتشت کی ان پیشین گوئیوں میں زرتشتی تعلیم کی حفاظت اور صحابہ کرام کی جانثاری کا نقشہ ہو بہو کھینچا گیا ہے صحابہ کرام غزوات میں حضرت محمد ﷺ کے گرد اپنی جانوں کا زندہ قلعہ بنا لیتے خصوصاً غزوہ احد کے موقع پر۔ اس کے علاوہ جناب زرتشت نے مزید پیشگوئی کی ہے کہ "اس کے اصحاب ترقی کریں گے، جو محمد کے دوست ہیں، دشمنوں کے قاتل، نیک اندیش، خوش گفتار۔ خوش کردار اور اعلی شریعت کے پابند جن کی زبانوں نے کبھی ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولا"[6] اس پیشین گوئی میں قرآن مجید میں مذکور محمد ﷺ اور اصحاب محمد ﷺ کے خصائص جو کہ تورات اور انجیل میں بھی بیان ہوئے ہیں واضح طور پر ذکر کیے گئے ہیں۔[7] خدا تعالیٰ کی بات کو جناب زرتشت نے ان الفاظ میں دہرایا کہ "ایمانداروں میں اے زرتشت !نہایت زبردست ان لوگوں کے نفوس ہیں جو حاملانِ شرع قدیم ہیں یا ان مومنین کے نفوس جو ابھی پیدا نہیں ہوئے جو دنیا کو از سر نو زندگی بخشنے والے ہیں"[8] اس پیشین گوئی کا مفہوم نہایت صاف ہے کہ اے زرتشت جس طرح تیرے پیرو، تیری شریعت پر چل کر بلند مراتب کے مستحق ہیں اسی طرح آئندہ زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہو گی جو دنیا کی اقوام اور مذاہب کو از سر نو زندگی بخشے گی اور اس پر "انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین"[9] کا اطلاق ہو گا۔ اس پیشین گوئی میں زمانہ آئندہ کے مومنین صحابہ کرام کی مزید نشانیاں بیان کی ہیں بتایا ہے کہ "اس کے صحابہ ترقی کریں گے جو محمد کے دوست ہیں دشمنوں کے قاتل نیک اندیش خوش گفتار خوش کردار اور اعلی شریعت کے پابند جن کی زبانوں نے کبھی ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولا"[10] اس پیشن گوئی میں آیت "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم"[11] کی پوری تفسیر ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے دس ہزار نفوس قدوسیہ کا ذکر بائبل انجیل، ویدوں اور ژند اوستا میں بھی ہے۔ جناب زرتشت کی مذکورہ بالا پانچوں پیشین گوئیاں نہایت اہم ہیں لیکن اہم ترین ایک اور جو بہت اہم ہے کہ جناب زرتشت نے فرمایا ہے کہ "تو اس خانہ میں جلتی رہ، تو اس گھر میں ہمیشہ جلتی رہ، تو اس آتش کدہ میں شعلہ زن رہ، تو اس میں ترقی کر ایک مدت تک کے لیے نہایت زبردست اصلاح دنیا کے عہد تک، نیکی کے قیام اور زبردست انقلاب دنیا تک "[12] اس آیت میں جناب زرتشت نے ایک مدت معینہ تک کے لیے آگ جلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ وہ آتشی شریعت والا موعود اور زبردست انقلابِ مذہبی کا پیغمبر آجائے اور جب وہ آجائے تو زرتشتی شریعت منسوخ ہو جائے گی۔ زرتشتی مذہب کی عبادت در حقیقت آگ جلا کر خدا کی عبادت کرنا تھا جس سے تمثیلاً یہ عہد اور اقرار لینا مراد

تھا کہ وہ الٰہی شریعت اور ہدایت کی روشنی میں ہمیشہ جلتے رہیں گے چنانچہ خود جناب زرتشت نے اس نقطہ کو ان الفاظ میں واضح کیا کہ "میں تمہیں جو اس جگہ جمع ہوئے ہیں حکیم مطلق حکمت کی باتوں کو بتاتا ہوں۔ خدا کی حمد اور اس کی ثنا کو، نیک نفوس کے نغمات کو ،جو اعلیٰ صداقت کے حامل ہیں، اس صداقت میں مقدس شعلوں سے بلند اٹھتے ہوئے دیکھتا ہوں، تم حقیقت کی روح کو غور سے سنو آگ کے شعلوں پر نہایت پاک دل سے تدبر کرو"[13] جناب زرتشت کے اس حکیمانہ قول سے ظاہر ہے کہ آتش کدہ کی آگ تمثیلی آگ میں شریعت کی پُرحکمت باتوں پر چلنے اور ان پر غور و تدبر کرنے کا ایک اقرار اور عہد تھی کہ ہم شریعت کی روشنی میں ہمیشہ چلتے رہیں گے لیکن زرتشتی اس عہد کو بھول گئے اور رسمی ورواجی آتش پرستی پر اتر آئے۔ غرض یہ کہ جناب زرتشت نے ایران میں جو روحانی روشنی کی آگ جلائی تھی اس کے سرد ہو جانے پر حضرت محمد ﷺ نے دوبارہ ایک آتشی شریعت روشن کی قرآن کی آیت " مثلهم كمثل الذي استوقد نارا"[14] کے ماتحت حضرت محمد نے فرمایا" مثلي كمثلي رجل "[15] یعنی میری مثال اس شخص (زرتشت)کی مثال ہے کہ اس نے آگ جلائی حضرت محمد ﷺ کا یہ ارشاد مذکورہ بالا پیشن گوئی کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

2.2 دساتیر میں حضرت محمد ﷺ کے متعلق پشین گوئی:

مقالہ مذکورہ کے مطابق زرتشتی قوم دو فرقوں میں بٹی ہوئی ہے ایک فرقہ ژند اوستا کو مستند سمجھتا ہے۔ دوسرا فرقہ دساتیر کو اہم اور مستند سمجھتا ہے۔ موجودہ دساتیر میں مہ آباد کے نامہ سے لے کر ساسانِ پنجم کے نامہ تک ۱۵ نامے ہیں۔ ان میں سے ساسانِ اول کا نامہ خاص طور سے قابل ذکر ہے اس لیے کہ اس میں حضرت ساسان نے وہ پیشن گوئی جو انہیں جناب زرتشت سے پہنچی ذکر کی ہے حضرت ساسان نے دینِ زرتشت کی تجدید کا کام انجام دیا۔ حضرت محمد ﷺ سے متعلق ان کی پشین گوئی پہلوی زبان میں ہے اس کے فوٹو "میثاق النبیین" میں موجود ہے۔[16] حضرت ساسان نے اپنی زبان میں پشین گوئی کی کہ "ریگزار عرب میں جو ابراہیم کا بنا کردہ خانہ ہے اس میں ستاروں کے بت رکھ دیے گئے تھے اس کی طرف منہ کر کے وہ نماز پڑھیں گے اور اس سے بت اٹھا دیں گے " اس پیشین گوئی کی آخری دو آیات میں ہے کہ وہ ہوں گے وہ رحمتہ للعالمین۔ مقالہ مذکورہ میں حضرت محمد ﷺ سے متعلق سات آیات میں پیشین گوئیاں ہیں کہ زرتشتوں کے گمراہ ہونے پر مصلح (موعود نبی) کا عرب سے ہونا۔ اس سے معتقدین کی کامیابی دکشور کشائی۔ ایران جیسی زبردست اور سرکش طاقت کا بادیہ نشین عرب قوم کے ہاتھوں مغلوب ہونا۔ خانہ ابراہیم (کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ خانہ کعبہ بلکہ ملک عرب کو بتوں سے پاک کرنا۔ آپ ﷺ کا رحمتہ للعالمین ہونا۔ آپ ﷺ کے کلام کا معجزانہ انداز اور بلیغ ہونا۔ طوس، بلخ، مدائن اور دوسرے مشہور شہروں کو مسخر کرنا وغیرہ۔[17] قاری بشیر الدین کے نزدیک دونوں فرقے

اس بات کو مانتے ہیں کہ ایک موعود نبی اہل عرب میں ہو گا اس کا نام محمد ہو گا، وہ رحمتالعالمین ہو گا، اس کا قانون زر تشتی قانون کا مصدق ہو گا، اس کے اصحاب نیک اور صادق ہوں گے ،وہ بت پرستوں اور زر تشتیوں دونوں کی اصلاح کرے گا۔ ژند اوستا اور دساتیر میں دی ہوئی بشارتوں پر پارسی لوگوں کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ ان کی بشارتوں میں دی ہوئی نشانیوں کے مصداق سوائے حضرت محمد ﷺ کے اور کون ہو سکتے ہیں۔

2.3 ہندومت کے عظیم مصلح جناب بدھ کی پشین گوئی:

مقالہ مذکورہ کے مطابق بدھ مت کے رہنما حضرت بدھ اپنی عمر کے انہترویں برس راجگریہہ میں تھے وہاں نالندہ آئے اس کے بعد پاٹلی گرام جہاں راجہ اجات شترو نے ان کا شاہانہ استقبال کیا اور دعائیں لیں۔ ان کی یادگار میں گوتم گیٹ اور گوتم گھاٹ بنوائے کہ جہاں سے دریائے گنگا کو عبور کر کے مہاتما گوتم بدھ ویسالی، پاواہوتے ہوئے کسینر پہنچے۔ پاوامیں چند الہار نے ان کی دعوت کی تھی۔ کھانا کھانے کے بعد پیٹ خراب ہو گیا۔ پیٹ کا درد ناقابل برداشت تھا۔ مہاتم گوتم بدھ نے شال کے درختوں کے جھنڈ کے نیچے اپنا بستر بچھوادیا۔ مقامی مل قبیلہ کو آمد کی خبر کی اور معتقدین سے بلا کر کہا "مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ دنیا فانی ہے۔ اپنی نجات کی فکر کرو" حضرت بدھ نے اپنے محبوب معتقد نندہ کو غمزدہ دیکھ کر کہا نندہ "میں پہلا بدھ نہیں ہوں جو اس زمین پر آیا اور نہ ہی میں آخری بدھ ہوں ٹھیک وقت پر ایک دوسرے بدھ اس دنیا میں آئیں گے وہ ایک ایسی مذہبی زندگی کا آغاز کریں گے جو سراسر مکمل اور بے داغ ہو گی وہ "میتریہ" کے نام سے معصوم ہوں گے (یعنی رحمت للعالمین ہوں گے)"[18] اس پشین گوئی میں حضرت بدھ نے حضرت محمد ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت بتایا ہے اور یہی رحمت اللعالمین کی صفت کسی سے چھپی نہیں بلکہ قرآن پاک میں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجنا قرار دیا ہے[19]

2.4 ویدوں میں پیشین گوئیاں:

پنڈت بشیر الدین نے پرانوں اور ویدوں میں سے پہلے ویدوں میں موجود پشین گوئیوں کا ذکر کیا کیونکہ پرانوں میں حضرت محمد ﷺ کی واضح بشارت دیکھ کر پنڈت لوگ پرانوں کے منکر ہی ہو گئے لیکن چونکہ ویدوں پر سب کا اتفاق ہے لہذا یہاں انہیں کا ذکر کیا جاتا ہے۔[20] ہندومت میں ویدوں کی تعداد ۱۱۳۱ ہے جن میں سے صرف دس یا گیارہ دستیاب ہیں۔ ان میں سے چار ویدیں زیادہ مشہور ہیں رگ وید، یجر وید اور سام وید ان کو تریہ ودیا یا علوم ثلاثہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جبکہ اتھر وید کو برہم وید یا علوم الہیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اتھر وید میں رگ وید کی طرح رچائیں (محامد)، سام وید جیسا موزوں کلام اور یجر وید کی مانند عبادات کا

ذکر ہے گویا کل اقسام کے وید منتروں کا یہ ایک وید مجموعہ ہے اس کے علاوہ اس میں جنگ میں فتح و نصرت کے نسخے ، بہشت (سورگ)اور دوزخ(نرگ) کے اس میں تفصیلی منتر موجود ہے چاروں ویدوں کے زمانہ نزول یا تدوین میں سخت اختلاف ہے-[21] اتھر وید کے بیسویں باب میں کچھ سوکت "کنتاپ سوکت" کہلاتے ہیں۔ کنتاپ سوکت کے منتروں کو بڑے بڑے طویل یگیوں اور قربانیوں کے موقع پر پجاری بڑے اہتمام سے پڑھا کرتے تھے۔ اور ان منتروں کو ہر سال دہرایا جاتا تھااس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندو لوگوں کو ان کے یاد رکھنے کی تاکید کی گئی تھی۔ اس تاکید میں یہ راز ہے جو انبیاء کرام سے عہد میثاق کی اس آیت لتؤمنن بہ ولا تنصرنہ[22] میں وعدہ لیا گیا جس کو ہر نبی نے پورا کیا۔[23] "کنتاپ" کے دو معنی ہیں ایک گناہوں اور دکھوں کو دور کرنے والا، دوسرا پیٹ کی پوشیدہ گلٹیاں یعنی راز۔ یہ راز دراصل سرزمین مکہ سے متعلق ہیں کیونکہ الہامی کتب کی روح سے سرزمینِ مکہ کو ام القری یا ناف زمین بتایا گیا ہے جہاں خدا کی پرستش کا پہلا گھر تعمیر ہوا اور بنی نوع انسان کے روحانی غذا کا مرکز قرار دیا[24] قرآن پاک میں بھی مکہ کے دو نام ہیں مکہ بمعنی وطن یا پیٹ، بکہ بمعنی پستان۔ جس طرح بچہ کی پرورش دو جگہ سے ہوتی ہے رحم مادر میں پیٹ سے غذا ملتی ہے اور پیدائش کے بعد ماں کے پستان سے دودھ کی شکل میں اسی طرح نسل انسانی کی پرورش کنتاپ (پیٹ) کی گلٹیوں یعنی مکہ سے شروع ہوئی اور جب انسان کا فرزند مکمل ہو گیا اور پیٹ سے نکل کر وسیع دنیا میں آگیا تو یہی پیٹ کی گلٹیاں چھاتی میں جا کر دودھ بن گئی اس طرح انسان کی پرورش کا سامان مکہ یا ماں کی چھاتیوں میں ہے۔[25] اتھر وید کا یہ کنتاپ سوکت ایک وقت تک لوگوں کے لیے ایک معمہ یا پہیلی بنا رہا لیکن بعثتِ محمد ﷺ کے بعد یہ کنتاپ معمہ یا پہیلی نہیں بلکہ یہ خفیہ گلٹیاں نسل انسانی کی پرورش اور ربوبیت کے لیے شیریں دودھ بن چکی ہیں۔ قرآن کی روشنی میں کنتاپ سوکت کے منتروں کے معنی صاف صاف دکھائی دیتے ہیں اتھر وید کانڈ ۲۰ کے چودہ منتر چار الگ الگ مضامین پر مشتمل ہیں۔

1)تراشنسہ یعنی بہت تعریف کیا گیا دوسرے لفظوں میں لفظ محمد کا مترادف

2)ریجھ یعنی حمد گانے والا (احمد)

3)پریکشتہ یعنی سب طرف شہرت والا

4)کارومہ یعنی حمد گانے والا (احمد)

یہ چاروں ایک ہی محترم شخصیت کے صفاتی نام ہیں۔[26]

پروفیسر پنڈت کھیم کرن آلہ آبادی نے چودہ سوکت کے مندرجہ بالا چار مضامین میں سے پہلے مضمون تراشنسہ (محمد ﷺ) کا ترجمہ

اس طرح کیا کہ ''اے لوگو! یہ احترام سے سنو۔ لوگوں میں تعریف والا انسان تعریف کیا جائے گا اے زمین پر خوش خرامی کرنے والا والے بادشاہ ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں کو اکھاڑ پھینکنے والے بہادروں میں ہم پاتے ہیں۔''[27] اس پشین گوئی میں جن امور کا ذکر ہوا ان کا جواب ہندوستان کی بجائے عرب تاریخ میں کھلا ہوا ہے کہ اے لوگو یہ (بشارت) احترام سے سنو نراشنسہ (یعنی محمد) تعریف کیا جائے گا اور ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں میں اس کورم (مہاجر یا داعی امن) کو ہم لیتے ہیں جبکہ لفظی ترجمہ ایسے ہے کہ ادم (یہ) اپ شرت (احترام سے سنو) جناہ (اے لوگو) نراشنسہ (محمد) استوشیتے (تعریف کیا جائے گا) کورم (مہاجر اور داعی امن) ششٹم سہسر (ساٹھ ہزار) رشمیشو (دشمنوں میں) نویتم (نوے) ادومہے (ہم لیتے ہیں، بچاتے ہیں)۔ مقالہ مذکورہ کے مطابق پروفیسر رالف تھامس ہوٹن گرفتھ (Ralph T.H. Griffith) نے کورم (قرم) بمعنی سردار اور روشم کو شمالی عرب کے باشندے مانا ہے۔ بنو قریم عربی میں بمعنی سردار اور قبیلہ کا نام بھی ہے عربی تاریخ کی روشنی میں کورم بمعنی مہاجر یا داعی امن اور روشم کو بمعنی دشمن سمجھا جائے تو ساٹھ ہزار نوے کی تعداد واضح ہو جاتی ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے وقت مکہ کی اتنی ہی آبادی تھی۔[28] لفظ نراشنسہ یعنی جس کی تعریف خدا اور مخلوق دونوں کریں بعینہ اسم محمد کا ترجمہ ہے۔ وہ خدا و خلق دونوں کی حمد کا مصداق ہے قرآن اس کا مؤید ہے

"اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْما''[29]

اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجا کرو۔

منتر کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک نہایت اہم پشین گوئی ہے اس کو نہایت ادب و احترام سے سنو معمہ یا پہیلی سمجھ کر ٹال نہ دو۔ وہ کثرت سے تعریف کیا گیا ہے اور کیا جائے گا۔ تمام انبیاء نے آپ کی تعریف کی بشارتیں سنائی، پہچان بتائی اور دنیا کی تمام مسجدوں کے محراب و ممبر اور مناروں سے آپ کی بڑائی کے گیت گائے گئے، جا رہے ہیں اور گائے جائیں گے۔ وید منتر میں جائے بعثت اور لفظ محمد ﷺ کی تعریف کے بعد تیسری نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ ہجرت کریں گے یا داعی امن ہوں گے۔ دنیا کا جو انصاف پسند بھی اس پیشین گوئی کو تاریخ کی کسوٹی پر پرکھے گا وہ اسی نتیجے پر پہنچے گا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔ چوتھی نشانی حمد کے مستحق شہزادہ امن کے لیے یہ ہے کہ دشمنوں کی کثرت میں اس کی حفاظت کی جائے گی یعنی دشمنوں کی کثرت پر خدا کی معیت ورفاقت اسے ہمیشہ غالب رکھے گی وہ دشمنوں میں تن تنہا ہو گا لیکن اسے کوئی مار نہ سکے گا، گھمسان کی لڑائیوں میں وہ

صف اول میں ہو گا اور ہر خوفناک موقع پر وہ موجود ہو گا لیکن اس کی حفاظت ہو گی۔ دشمنوں کے نرغے میں ہونے کے باوجود اس کی حفاظت کی جائے گی، اس کے مصداق بھی حضرت محمد ﷺ ہیں کیونکہ ہجرت کے وقت اور غزوات خصوصاً احد اور حنین جیسی ہنگامی صورتحال میں یہ نشانی بھی حضرت محمد ﷺ پر صادق آئی 30 دوسرے منتر میں جو نشانی ہے اس کا ترجمہ پروفیسر پنڈت کھیم کرن نے کیا کہ "اس نے اس ہوشیار آدمی کو دس دیناریں دیں اور دس تسبیحیں، سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں دیں۔" اسی طرح پنڈت راجہ رام نے ترجمہ کیا کہ "اس مامح رشی کو سو دینار، دس مالائیں، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں دیں۔"[31] مندرجہ بالا تراجم میں ایک ایسے رشی کا ذکر ہے جس کا نام "مامح" ہے اور اس کو ایشور نے سو طلائی دینار، دس ہار، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا فرمائیں۔ ظاہر ہے کہ "مامح" نام کا کوئی رشی ہندوستان میں نہیں ہوا اور نہ دنیا میں اس نام کا کوئی پیغمبر گزرا, البتہ قاری بشیر الدین پنڈت صاحب نے سنسکرت انگریزی لغت کے حوالے سے واضح کیا کہ لفظی تحقیق کی بنا پر اس لفظ کا اصل "مح" ہے بمعنی عزت دیا گیا تعریف کیا گیا، یا بزرگی دینا، خوش ہونا یا نہایت اعلیٰ ہونا۔ یہ وہی لفظ ہے جو آتما سے مہاتما، رشی سے مہرشی بنا کر عزت و بزرگی کو ظاہر کرتا ہے۔ سنسکرت میں عربی لفظ "محمد" کا آسان اور قریبی تلفظ "مامح" ہو سکتا ہے جو معنی کے لحاظ سے "محمد" کا مترادف ہے۔[32] مندرجہ بالا لفظی ترجمہ کی وضاحت کو مد نظر رکھ کر ترجمہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو سو طلائی دینار، دس ہار، تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گائیں عنایت فرمائیں۔

2.5 ہجرتِ حبشہ کی جانب اشارات:

نشان محمدی کا اظہار منتر میں اس طرح کہ سو طلائی دینار یا سو سابقون الاولون کا عطیہ یہ سو طلائی دینار وہ صحابہ کرام ہیں جو مکہ معظمہ کی پر فتن زندگی میں حضرت محمد ﷺ کو ملے جو ہر طرح کی مصیبتوں اور دکھوں میں پڑ کر خالص کندن ثابت ہوئے۔ دشمنوں کے نت نئے ستم سے تنگ آ کر ہر محبوب شے سے جدائی گوارا کی لیکن اسلام کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔ مومنین کے متعلق قرآن میں بتایا: "وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً"[33]

پنڈت بشیر الدین نے اس کی تشریح کی کہ کھوٹا الگ کرنے کے لیے ہم تمہیں دکھ اور سکھ سے آزماتے ہیں۔ اس آیت میں لفظ فتنہ کے معنی ہیں سونے کو آگ میں ڈالنا تا کہ کھرا کھوٹے سے الگ ہو جائے۔ لہذا حبشہ کو ہجرت کرنے والے خالص سونے کے سو پارے تھے۔ یجر وید کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "سونا انسان کی روحانی طاقت سے استعارہ ہے"[34] جو روحانی طاقت دنیا کی تمام مخالفتوں اور آزمائشوں پر غالب آتی ہے وہ طلائی دینار کہلاتی ہے پس وہ سو جانباز و جانثار صحابہ جو اپنی روحانی طاقت سے دنیا کے ہر عذاب پر غالب

آئے اور معیار صداقت پر پورے اترے وہی حضرت محمد ﷺ کو سب سے پہلے عطا کیے گئے یعنی مہاجرین حبشہ جن کی تعداد سو تھی جو ہر امتحان میں پورے اترے۔

2.6 عشرہ مبشرہ:

پنڈت بشیر الدین کے نزدیک منتر میں دوسری چیز جو حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالی نے عطا کی وہ دس منتخب پھولوں کا ہار ہے ان پھولوں کو زندگی میں ہی دائمی کامیابی (جنتی) ہونے کی خوشخبری دی گئی۔ یہ پھول ہیں جنت کے گلدستے یعنی عشرہ مبشرہ۔

2.7 اصحاب بدر:

منتر میں تیسری چیز اصحاب بدر یعنی تین سو گھوڑے دیے جانے کا ہے[35] اور گھوڑے بھی عربی کیونکہ سنسکرت لفظ "عروہ" عربی اور اسروں (غیر آریوں) کی سواری کے لیے مخصوص ہے۔ عروہ کے معنی ازروئے لغت تیز رو کے ہیں۔ پس تین سو گھوڑوں سے مراد وہ اصحاب رسول ﷺ ہیں جو جنگ بدر میں آپ کے ساتھ تھے۔[36]

2.8 اصحابِ فتح مکہ:

منتر میں چوتھی نشانی دس ہزار قدسیوں کا عطیہ ہے یہ وہ نفوس قدوسیہ ہیں جو فتح مکہ کے وقت حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان کو وید میں "گائیں" کہا گیا ہے۔ گائے کو مختلف معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً سنسکرت لفظ "گوَ" کا مادہ "گم" ہے بمعنی جنگ کے لیے جانا یا نکلنا چنانچہ گائے کو "گوَ" اس لیے کہتے تھے کہ آریوں کی جنگ کے اندر دشمن کی گائیوں کو جیتنا ہی مقصود ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ بیل کو فتح کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ گائے اور بیل کے لیے بالعموم ایک ہی لفظ کو استعمال ہوتا ہے[37] گوَ کے دوسرے معنی ہیں "نہایت تعریف والا، بہت مبارک، دشمنوں کو اکھاڑ پھینکنے والا، نہایت مضبوط مددگار بیل کی طرح طاقتور[38] گائے کو رعب و جلال کا مظہر مانا گیا ہے[39] گائے اتحاد و اتفاق کی علامت ہے[40] گائے کو انسان سے تشبیہ دی جاتی ہے[41] مذکورہ بالا گائے کی یہ تمام متضاد خصوصیات آنحضور ﷺ کو عطا کردہ قدوسی جماعت میں پائی جاتی ہیں وہ گائے کی طرح رحم و محبت کا مجسمہ ہیں۔ بارعب و خوفناک ہیں، باہمی اتحاد و اتفاق کا مجسمہ ہیں۔ یہ متضاد صفات ایک ہی گروہ میں کیوں کر جمع ہو سکتی ہیں۔ اس معمہ کو قرآن پاک نے یوں حل فرمایا ہے۔ " مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ وَ الَّذِينَ مَعَهُ ---"[42] یعنی محمد رسول للہ ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ منکروں کے مقابلہ پر قوی آپس میں ایک دوسرے سے پیار و محبت کرنے والے ہیں تو انہیں عبادت کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ اپنے رب کا فضل اور رضا چاہتے ہیں۔ اب قرآن کریم کی روشنی میں دیکھیں تو صحابہ کرام کی یہ صفات ویدوں کے علاوہ توریت و انجیل اور

زنداوستا وغیرہ میں بھی موجود ہے[43] لیکن جس ترتیب کے ساتھ اس منتر میں ہیں وہ بے مثال ہیں ساتھ ہی ساتھ جس ترتیب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو انعامات عطا فرمائے اسی ترتیب کے ساتھ یہ وید منتر میں بطور پیشن گوئی موجود ہیں یعنی سب سے پہلے سابقون الاولون ملے، پھر عشرہ مبشرہ کی گنتی پوری ہوئی، اس کے بعد جنگ بدر اور پھر دس ہزار نفوس قدسیہ کا ذکر جو فتح مکہ کے وقت حضرت محمد ﷺ کے ساتھ تھے۔ یہ ترتیب دنیا کے کسی اور رسول، پیغمبر، نبی، رشی اور منی میں یکجا نہیں پائی گئی پس وید کی یہ پیشین گوئی حضرت محمد ﷺ پر بعینہ صادق آتی ہے۔ مقالہ مذکورہ میں مذکورہ بالا پیشین گوئیاں اتھر وید کے کنتاپ سوکت ۱۲۷ کے صرف دو منتروں میں حضرت محمد ﷺ سے متعلق ۹ نشانیاں پیش کی ہیں۔ منتروں میں متعدد خصوصیات کا خلاصہ درجہ ذیل ہے:

منتر ۲: وہ سانڈنی سوار ہے۔ آسمان کی چوٹی پر پہونچا ہے۔ یعنی ہجرت و معراج کا بیان ہے۔

منتر ۴: آنحضور ﷺ کے صحابہ کرام کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔

منتر ۵: تمدن کی روح اور حکمت کی جان یعنی قرآن مجید فرقان حمید کے آنحضور ﷺ مبلغ ہیں۔

منتر ۶ : رسول کریم ﷺ دونوں عالم کے بادشاہ، افضل البشر اور ہادی کل ہیں۔

منتر ۷،۸: وہ داعی امن ہیں۔ اپنے قبلہ کو دارالحرم اور اپنے شہر کو دار السلام (امن کا شہری) بنا دینے والے ہیں۔

منتر ۹،۱۰: آپ کے زیرِ سایہ کل قوم نے ذلت کے گڑھے سے نکل کر آسمانِ ترقی پر قدم رکھا۔

منتر ۱۱: یا ایھا المدثر قم فانذر[44] کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔

منتر ۱۲: آنحضور ﷺ کی بے نظیر سخاوت اور غربانوازی کا ذکر ہے۔

منتر ۱۳: آپ کے ساتھی شیطان کے حسد اور ڈاکے سے محفوظ رکھے گئے۔[45]

2.9 جنگ احزاب کا ذکر اتھر وَوید میں:

اتھر وید میں جنگ احزاب، جنگ بنی قریظہ اور فتح مکہ کا ذکر موجود ہے[46] اتھر وید میں ہے کہ "اے صادقوں کے رب تجھے ان سرور دینے والوں نے، ان کے بہادرانہ کارناموں نے، اور ان کے مستانہ ترانوں نے، دشمن کی جنگ میں مسرور کیا۔ جب حمد کرنے والے، عبادت کرنے والے کے لیے تونے دس ہزار دشمنوں کو بغیر مڈھ بھیڑ مار بھگایا"[47] اس وید منتر میں اللہ تعالیٰ کو "ست پتی"، یعنی حق پرستوں یا صادقوں کا رب بتایا گیا ہے۔ صادقین صحابہ کرام کی شان ہے، جنگ احزاب میں ان کے متعلق فرمایا گیا۔

''مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ''[48]

مومنوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ ان میں سے کوئی تو اپنی ذمہ داری پوری کر چکا ہے اور کوئی موقع کا انتظار کر رہا ہے۔ اور انہوں نے اپنے عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

انھیں مومنوں کے متعلق آگے فرمایا اور اسی جنگ میں منافقوں نے بھی اپنا منافقانہ رنگ دکھایا تھا تو ان کے متعلق فرمایا:

'' لِّيَجْزِىَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ''[49]

تاکہ اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کو ان کے سچ کی جزا دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب دے یا پھر ان کی توبہ قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ یقینا معاف کر دینے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اس جنگ میں دشمن بظاہر ہر طرح سے غالب تھے۔ ایک طرف ان کا عظیم الشان لشکر اور دوسری طرف مٹھی بھر مسلمان، مسلمانوں کے حلیف بنو قریظہ غداری کر کے دشمنوں سے مل گئے اور پھر مسلمانوں کے اندر منافقوں کی جماعت الگ سے اپنا کام کر رہی تھی۔ ان حالات میں مسلمانوں کی استقامت ان کی بے نظیر شجاعت کی دلیل ہے اور پھر دشمن سے مرغوب نہ ہو کر اس بات سے مسرور ہونا اور یقین کرنا کہ یہ وہی جماعت ہے جس کی نشاندہی آنحضور ﷺ کر چکے ہیں، یہ پسپا ہو گی اور جیت مومنوں کی ہو گی اس لیے کہ اللہ و رسول کا ان سے وعدہ ہے اور وہ وعدہ سچا ہے۔ اس طرح ان کی حرارت ایمان میں اور اضافہ ہو گیا۔ یہ بھی ان کے حق پرست اور صادق ہونے کی دلیل ہے اس لیے کہ حق کی بات حق پرست ہی مانا کرتے ہیں۔ وید منتر میں ان تینوں حالتوں کا ذکر ہے۔

(1) مدا یعنی سرور دینے والوں نے اپنی فرماں برداری اور تسلیم و رضا کے ذریعے اللہ کو راضی کر لیا اور وہ ان سے خوش ہو گیا

(ب) ورشٹریہ -یعنی بہادرانہ کارناموں نے اور

(ج) سوماسہ -یعنی مستانہ ترانوں نے۔

ظاہر ہے کہ اپنی قلت تعداد اور بے سر و سانی نیز حالت حصار میں ہونے کے باوجود یہ پکار اُٹھنا کہ فتح یقینا ہماری ہے جہاں ان کی بہادری و شجاعت پر دال ہے وہیں یقین و اطمینان کی بھی یہ پکار مظہر ہے۔ وید منتر کی ان بتائی ہوئی نشانیوں کی تصدیق قرآن مجید نے اس طرح کی۔

''وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۚ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا''[50]

جب مومنوں نے ان لشکروں کو دیکھا تو پکار اُٹھے یہ وہی لشکر عظیم شکست خردہ یہاں ہے جس کی ہم کو اللہ اور رسول ﷺ نے خبر دی تھی یہ پکار ان کی ایک مستانہ ترانہ تھی اللہ ورسول نے سچ فرمایا تھا یہی یقین ان کے شجاع ونڈر ہونے کی دلیل ہے اور اس سے ان کے ایمان واطاعت میں اور اضافہ ہو گیا جس کو دیکھ کر اللہ ان سے خوش ہو گیا۔

مذکورہ بالا تمام صداقتوں کے علاوہ وید منتر میں لفظ "کاروئے" بتا کر ایک ایسی صداقت کا اظہار کیا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے علاوہ اور کسی پر منطبق نہیں ہوتی۔ "کاروے" کے معنی ہیں "استوتا" یعنی حمد کرنے والا یا احمد۔ آنحضور ﷺ نے میدان جنگ میں جو حمد گائی ہے وہ آج ہر حاجی مدینہ منورہ جا کر مسجد فتح میں گاتے ہیں۔ مسجد فتح میں حضور ﷺ نے پیر، منگل، بدھ تین روز دعا مانگی تھی تیسرے دن حضرت جبرائیلؑ نے آکر بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے تمام اصحابؓ کو دشمن سے محفوظ رکھا۔ وید منتر میں کاروئے، (حمد کرنے والے احمد کے لیے،) دوسری صفت "برہشتے" بتائی ہے اس لفظ کا مادہ "برھی" ہے جس کے معنی مقدس گھاس جو ویدی (آتشکدہ) کے کناروں پر بچھائی جاتی ہے۔ استعارۃً اس سے مراد "عبادت گزار" ہوتی ہے۔ اس کے دوسرے معنی "روشن اور نورانی شخص" کے بھی ہیں یعنی حضرت محمد ﷺ میدان جنگ میں نہ صرف حمد گاتے ہیں (دعا مانگتے ہیں) بلکہ عبادت بھی کرتے ہیں۔ ان کی دعا وعبادت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنی مقبول ہے کہ دشمن بغیر مڈھ بھیڑ کے یعنی اپنی حسرتیں اپنے دل میں لئے ہوئے ہی فرار ہو گیا۔ وید منتر میں جنگ احزاب کی پیشگوئی کا ایک اہم جز "دشمنوں کی تعداد دس ہزار ہے، وید منتر کی اس نشانی کو سامنے رکھ کر یہ بات قابل غور ہے کہ دنیا کی تاریخ میں وہ کون سی جنگ لڑی گئی جس میں کفار اور مومنوں کی فوجوں کا تناسب وہ ہے جو یہاں پیش کیا گیا ہے۔ یہ تناسب وتعداد سوائے جنگ احزاب کے تاریخ عالم میں مفقود ہے اس لیے آنحضور ﷺ پر ایمان لانے کے لیے اور ان کی صداقت پر یقین رکھنے کے لیے بس یہی ایک نشانی کافی ہے۔ وید منتر کے دوسرے پد میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حمد کرنے والے (احمد) کے لیے دس ہزار دشمنوں کو پسپا کر دیا۔ دشمن کا لشکر جرار تھوڑی سی فوج کا مقابل تھا۔ اس کی غرض اپنے اقتدار کی بحالی اور گذشتہ شکست کی بدنامی کو مٹانا تھا اور اس طرح اپنے دل کی حسرتیں نکال کر اپنے غصہ کو ٹھنڈا کرنا تھا۔ اس کی پہلی کامیابی اس کی کثرت تھی۔ دوسری کامیابی مومنوں کے حلیف بنو قریظہ کا ان سے مل جانا تھا، اور تیسری کامیابی یہ تھی کہ ان کے غلبہ سے مومنوں کا مدینہ کے اندر محصور ہو جانا تھا۔ ان پے درپے کامیابیوں کے باوجود ان کا میدان جنگ سے فرار ہو جانا بلا

شبہ ایک حیرت انگیز بات ہے وید منتروں نے فرار کیوجہ بھی بتائی ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقابلہ مسلمانوں کے ساتھ نہیں بلکہ خالق فطرت کے ساتھ تھا۔ وید منتر نے اس کی وجہ یہ بتلائی ہے۔ اسی سوکت کے منترا تا ۵ اور ۷، ۸، میں اندر سے خطاب ہے۔ رگ وید میں اندر کی تعریف "رعد بکف" کی گئی۔ وہ رعد و کڑک کا دیوتا ہے جس سے خوف کھا کر دشمن بھاگ گیا۔ اتھر و وید کانڈ ۲۰، سوکت ۲۱، منتر ۳ میں وجہ فرار بیان کی ہے کہ "ہماری دعائیں پیار کرتی ہوئی اندر کے پاس پہونچی ہیں اُس اندر نے اپنی طاقت سے آسمان اور زمین دونوں کو بلویا ہے اور بغیر مقابلہ دشمن کو مار ڈالا ہے" گویا اس خالق فطرت کے ایک ادنیٰ حاکم "اندر" ، یعنی تند ہوا اور رعد د کڑک کے ڈر سے دشمن میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا حالانکہ یہ آندھی دونوں فریقوں پر یکساں چلی تھی ایک مومنوں کے لیے فتح کا اور دشمنوں کے لیے ہلاکت کا سبب بن گئی۔ 51 وید منتر کے اس دوسرے پد کی تصدیق قرآن مجید نے ان الفاظ میں کی ہے۔

''وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمُ لَمْ يَنَا لُو خَيْرا وَكَفَى الله الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالُ وَكَانَ الله قَوِياً عزيزاً''[52]

اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کی مراد کچھ بھی پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ ہی مومنوں کے لیے کافی ہو گیا اور اللہ بڑی قوت والا اور بڑا زبردست ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت کا مظاہرہ اس نازک موقع پر کس طرح کیا؟ اس کی تشریح مندرجہ ذیل آیت میں ہے

''يٰـاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا''[53]

اے ایمان والو! اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جب (کفار کے) لشکر تم پر چڑھ آئے تھے تو ہم نے آندھی اور ایسے لشکر بھیج دیئے جو تمہیں نظر نہ آتے تھے اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے خوب دیکھ رہا تھا۔

اس پیشینگوئی میں کئی باتیں ہیں مثلاً ہزار ہا سال گزرنے کے بعد ایک جنگ کا ذکر۔ اللہ تعالیٰ صادقین کی جماعت کو کامیاب کرے گا۔ صادقین بے مثال بہادرانہ نعرہ لگائیں گے یعنی دشمن سے خوف زدہ نہیں ہوں گے۔ مومنوں کے نعرہ مستانہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گیا۔ اس جنگ کا سپہ سالار اللہ کی حمد کرنے والا (احمد ﷺ) ہو گا۔ دشمن کی تعداد دس ہزار ہو گی۔ دست بدست جنگ کی نوبت نہیں آئے گی۔ دشمن کا لشکر جرار یقینی غلبہ کے باوجود فرار ہو جائے گا۔ دشمن کے فرار کا سبب اللہ تعالیٰ کا ایک معجزانہ نشان

(اندر) ہو گا، پنڈت بشیر الدین کے نزدیک "قوی عزیز" لفظ "اندر" کے مترادف ہے۔ وہ معجزانہ نشان اندر دیوتا یا با الفاظ دیگر بجلی کی کڑک اور سخت اندھی کی شکل میں ظاہر ہو گا۔

قرآن کریم میں جنگ احزاب کا پورا نقشہ بیان ہوا ہے۔ 54 اتھر وید میں جنگ میں کفار اور مومنوں کی فوجوں کا جو تناسب بیان ہوا ہے یہ تناسب سوائے جنگ احزاب کے تاریخ عالم میں مفقود ہے اس لیے حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کے لیے اور ان کی صداقت پر یقین رکھنے کے لیے یہ کھلی نشانی ہے وید منتر کی تشریحات سے واضح ہوتا ہے کہ منتر کے رشی نے ہزارہا برس قبل جو جنگ احزاب کے متعلق پیش گوئی کی وہ حرف بحرف حضرت محمد ﷺ پر صادق آتی ہے۔[55]

2.10 فتح مکہ کا ذکر اتھر ووَید میں:

وید نے حضرت محمد ﷺ کی جنگوں کی پیشن گوئیوں کو فتح مکہ پر ختم کیا ہے فتح مکہ کی پیشن گوئی اتھر وید میں ہے۔ اتھر وید میں فتح مکہ کی پیشین گوئی کا ذکر ہے کہ "تو نے اے اندر (ایشور) ایک بے یار و مدد گار (یتیم) اچھی تعریف والے (محمد) کے ساتھ ہو کر ان (قریشیوں) کے بیس سرداروں اور ساٹھ ہزار ننانوے دشمنوں کو اپنے ناقابل تسخیر جنگی رتھ کے چکر سے تہس نہس کر دیا ہے۔"56 بعثت کے وقت مکہ کی آبادی ساٹھ ہزار نوے تھی اور فتح مکہ کے وقت ساٹھ ہزار ننانوے تھی اور ان کے بیس سردار تھے۔ 57 دوسری پیشن گوئی ہے کہ "اے لائق حمد وستائش اندر (ایشور) تو نے اپنی طاقت و قدرت کے جنگی چکر سے بیس راجہ اور ان کے ساٹھ ہزار ننانوے ساتھیوں کو شکست خردہ کر دیا جو مسلح ہو کر ایک بے یار و مدد گار سشروش (محمد) سے لڑنے آئے تھے۔"58 اس قوی جمیعت کے مقابلہ میں ایک یتیم انسان تھا جو اپنی نیکی اور پاکیزگی اخلاق کی وجہ سے معروف یعنی اسم با مسمی اچھی تعریف والا محمد بتایا گیا یعنی اس بے یار و مدد گار کا صفاتی نام معروف خوبیوں والا (محمد) تھا۔ ویدوں کی تفاسیر یعنی برہمن گرنتھوں میں رتھ اور چکر جنگی ہتھیار کے مترادف ہیں۔ فتح مکہ کی پیشن گوئی اور اس سے متعلق وہ تمام نشانیاں کہ جن کو دیکھ کر پوری دنیا حضرت محمد ﷺ کے مبعوث ہونے پر انہیں پہچان لے اور ان پر ایمان لے آئے نہایت کھلی ہوئی اور واضح ہیں اور مذاہب عالم کی تمام مقدس کتابوں میں مذکور ہیں۔ مذکورہ دونوں وید منتروں میں جو پیشین گوئی ہے وہ دو بادشاہوں کی جنگ نہیں ہے کیونکہ ایک طرف بیس راجہ ساٹھ ہزار لشکر کے ساتھ جبکہ دوسری طرف ایک بے یار و مدد گار یتیم ہے لیکن اس یتیم کے ساتھ طاقتور تائید غیبی کا جنگی چکر ہے جس نے اسے آخر کار فتح مکہ کے موقع پر اتنے بڑے دشمن پر غالب کر دیا۔ 59 اس منتر کو اتھر وید کانڈ ۲۰ سوکت ۱۲۷ کے پہلے منتر کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے حضرت محمد ﷺ کی پوری زندگی کا خلاصہ سمجھ میں آجاتا ہے۔ ایک وقت کہ وہ اکیلا و تنہا بے یار و

مد د گار ہیں دو سرا وقت آتا ہے کہ وہ ایک فاتح کی حیثیت سے نظر آتا ہے قدرت خداوندی ۲۰ برس کے اندر حق و باطل کا فرق کر کے دکھا دیتی ہے اور جاء الحق وزھق الباطل60 یعنی حق غالب ہوا اور باطل شکست کھا گیا کی تفسیر عملی شکل میں دنیا کو دکھا کر حضرت محمد ﷺ کی صداقت پر ایمان لانے کی دعوت دیتی ہے۔ مذکورہ منتر ہر پہلو سے فتح مکہ کے متعلق ہے اس کا مزید ثبوت رگ وید کا مندرجہ ذیل منتر ہے جس میں واضح طور سے اعتراف ہے کہ "مامح رشی" دس ہزار صحابہ کے ساتھ معروف ہے فتح مکہ میں ظاہر ہے کہ دس ہزار قدوسیوں کی جماعت آپ ﷺ کے ہمراہ تھی۔ اس پشین گوئی کی مزید وضاحت رگوید منڈل پانچ میں ہے کہ " گاڑیوں والے، حق نواز، نہایت عاقل و دانا، دولت مند سخی مامح (محمد) نے مجھے شرف ہم کلامی بخشا، صاحب قدرت، تمام خوبیوں سے متصف، رحمتہ للعالمین، دس ہزار (صحابہ) کے ساتھ معروف (مشہور) ہو گیا۔"61 پشین گوئی کا ہر لفظ حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کر رہا ہے۔ آپ ﷺ بچپن ہی سے حق نواز اور آپ ﷺ امین کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا۔ پیشگوئی میں واضح طور سے اعتراف ہے کہ "مامح رشی" دس ہزار صحابہ کے ساتھ معروف ہے۔ فتح مکہ میں دس ہزار قدوسیوں کی جماعت آپ کے ہمراہ تھی 62 پشین گوئی اتنی واضح ہے کہ مامح (محمد) رشی جو دس ہزار صحابہ کے ساتھ معروف ہیں حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کوئی اور رشی، نبی یا رسول نہیں جو فاتح مکہ ہوا اور پھر مکہ کو جس انداز سے فتح کیا گیا۔ یہ ساری پیشگوئی حضرت محمد ﷺ پر صادق آتی ہے۔ فتح مکہ جس انداز میں ہوا اس کی پیشین گوئی اتھر وید میں ہے کہ "کرشن چندر (سیاہ چاند) انوشمتی (حوض کوثر) میں جا ٹھہرا آگے بڑھتا ہوا دس ہزار کی معیت میں (وہ) اندر تھا قدرت سے حفاظت کیا گیا ہے۔ بہادروں نے قرنا (فتح کا بگل) پھونکتے ہوئے اپنے ہتھیاروں کو پرے رکھ دیا"63 پنڈت بشیر الدین کے نزدیک انشومتی (حوض کوثر) ایک خیالی دریا ہے ہندو نقطہ نگاہ سے چاند جب مہینے کی اخیر تاریخوں میں مکمل طور سے سیاہ ہو جاتا ہے تو انشومتی میں غوطہ لگا کر پھر سے نہایت آب و تاب کے ساتھ سفید ہو کر طلوع ہوتا ہے، فلکیات کی تاریخ میں محققین کے نزدیک ایک ایسا زمانہ بھی گزرا ہے جبکہ چاند بذات خود روشن تھا لیکن رفتہ رفتہ اپنی روشنی کھو بیٹھا اب وہ سورج کی کرنوں سے روشنی مستعار لے کر روشن ہوتا ہے اور اپنی تاریکی کو دور کرتا ہے اس کی اپنی روشنی غائب ہو گئی اور اب وہ اپنی روشنی کے لیے سورج کا محتاج ہے۔ قاری بشیر الدین کے نزدیک گیتا کے خیال کے مطابق جب چاند پر تاریکی چھا جاتی ہے یعنی دھرم بگڑ جاتا ہے تو اس کی خرابی کو دور کرنے کے لیے

"اے ارجن جب جب درہم نشٹ (برباد) ہوتا ہے تب تب میں اپنے روپ (آتما) کو ظاہر کرتا ہوں یعنی جنم لیتا ہوں۔"64 چاند (یعنی دھرم) کے بے نور ہو جانے کے بعد (یعنی بگڑ جانے کے بعد) پیغمبر کی شکل میں اسی نور کا پھر سے ظہور ہوتا ہے اور چمکتا چاند

نکل آتا ہے۔ چاند سے مراد انبیاء کی تعلیم ہے اس وضاحت کو پیشِ نظر رکھ کر منتر کا مطلب سمجھیے "کرشن چندر انو شمتی میں جا ٹھہرا "ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ دنیا کے تمام مذاہب و ادیان بگڑ چکے تھے یہاں تک کہ ہندوستان میں بھی چاند کو کرشن (سیاہ) کہا جانے لگا۔ ایسی صورت میں نیا چاند یا سورج (وید میں چاند اور سورج کے لیے سہسر شرنگہ ور کھبو یہ سمدرات اواچرت "بتایا ہے یعنی ہزاروں سینگ والا بیل جو سمندر سے طلوع کرتا ہے) حضرت محمد ﷺ کی شکل میں نمودار ہوا۔ جس کی حفاظت کا ذمہ قدرت نے لیا ہے وہ دس ہزار کی جماعت لے کر یعنی اپنی ہزاروں کرنوں کے ساتھ فضائے عالم پر طاقت کے ساتھ چھا گیا یعنی دنیا کو از سر نو روشنی دی۔ اس نے کامل غلبے کے وقت اپنے ہتھیاروں کو لکم دینکم ولی دین 65 کہہ کر الگ رکھ دیا یعنی مذہب کی تلقین میں زبر دستی کو روا نہیں رکھا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس نے فتح مکہ کے موقع پر لا تصریب علیکم الیوم اذھبوا وانتم الطلقاء66 فرما کر کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو دشمنوں کو معاف کر دیا۔ دونوں پہلوؤں سے منتر میں پیشگوئی کا اطلاق حضرت محمد ﷺ پر ہی ہوتا ہے۔ جس طرح دنیا میں چاند اپنی روشنی کھو چکا ہے اور اب وہ سورج کا محتاج ہے اسی طرح تمام دنیا میں تمام مذاہب کی روشنی ختم ہو چکی ہے اور اب وہ اسلام کے چمکتے ہوئے سورج سے روشنی لے کر ہی صراط مستقیم پر چل سکتے ہیں قرآن مجید نے منتر کی پیش گوئی کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے:

''وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ''67

ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا ہے پھر ہم رات کی نشانی (چاند) کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی (سورج) کو روشن بنا دیتے ہیں تا کہ تم اس کی روشنی میں اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

ظاہر ہے کہ رات (ضلالت و گمراہی) اور دن (صراط مستقیم) کی دو نشانیاں چاند اور سورج کو بتایا ہے چاند بھی پہلے روشن تھا لیکن اب بے نور ہے یہ موجودہ سائنسی تحقیقات کے اعتبار سے صرف دنیاوی نظارہ ہی نہیں بلکہ مذہبی دنیا میں بھی ایسا ہی ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو سراجا منیرا (روشن سورج) بنا کر افقِ عالم پر بلند کیا تا کہ لوگ اس کی روشنی میں اپنے رب کے فضل کو تلاش کریں اس لیے کہ گزشتہ چاند کی روشنی کو اس نے ختم کر دیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا ذکر نہ صرف سامی مذاہب بلکہ غیر سامی مذاہب کے مقدس متون میں بھی پایا جاتا ہے، جو آپ ﷺ کی عالمگیریت اور تمام اقوام کے لیے رحمت ہونے کا ثبوت ہے۔ یہ پیشین گوئیاں واضح طور پر ثابت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی

نبوت کسی ایک قوم یا خطے تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ہے۔ ان بشارات کی موجودگی مسلمانوں کے ایمان کو مزید مستحکم کرتی ہے اور اسلام کی حقانیت کو اجاگر کرتی ہے۔ علاوہ ازیں، یہ پیشین گوئیاں امت مسلمہ کے لیے دعوت و تبلیغ کے امکانات پیدا کرتی ہیں، جن کی مدد سے غیر سامی اقوام کے ساتھ مکالمہ کیا جا سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت نے انسانیت کو وحدتِ الٰہی، عدل و انصاف، اور احترامِ انسانیت کی دعوت دی، اور یہی پیغام آج بھی دنیا کے لیے نجات اور فلاح کا ذریعہ ہے۔

حوالہ جات

[1] فروردین یشت، کردہ13، بند128 - 129

[2] قاری بشیر الدین صاحب پنڈت، رسولِ شاہد و مشہود، مشمولہ: برہان، جلد نمبر69، شمارہ نمبر6، نئی دہلی، ندوۃ المصنفین، دسمبر 1972ء، ص36

[3] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مصر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي واولادہ، 1375ھ، بار: دوم ج:2، ص412

[4] فروردین یشت:63

[5] فروردین یشت:72,71

[6] زرمیاد یشت:95

[7] الفتح:29

[8] فروردیں یشت13

[9] اٰل عمران:139

[10] زمیادشت95

[11] الفتح:29

[12] عبد الحق ودیارتھی، یثاق النبیین، ممبئی: قومی دار الاشاعت1988ء، ص31

[13] گاتھایشت30ایت2,1

[14] البقرہ:17

[15] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب الانتہاء عن المعاصی، رقم الحدیث6483

[16] عبد الحق ودیارتھی، یثاق النبیین، ص22

[17] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر1، جنوری1973ء ص25

[18] اخبار، قومی جنگ، رامپور، 2مارچ1969ء

[19] الانبیاء:107

[20] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص21

[21] ایضاً

[22] اٰل عمران:81

[23] ماہنامہبرہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص22

[24] اٰل عمران:96

[25] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص22

[26] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص23

[27] عبد الحق ودیارتھی، بیثاق النبیین، ص51

[28] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص25

[29] الاحزاب:56

[30] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص26

[31] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص،26,27

[32] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص27

[33] الانبیاء:35

[34]Eggeling, Julius (Trans.). The Satapatha Brahmana. Vol. 12. Oxford: Clarendon Press, 1882, 12:9.

[35]ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص28

[36] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص،29

[37] رگ وید،(مترجم: پنڈت آشورام آریہ)، دہلی، آریہ پرکاش، چنڈی نگر، منڈل:10، سوکت:33 منتر:6

[38] Eggeling, Julius (Trans.),Satapatha Brahmana, 5:6

[39] رگ ویدمنڈل5، سوکت56 منتر3

[40] رگ ویدمنڈل10، سوکت112، منتر3

[41] Eggeling, Julius (Trans.),Satapatha Brahmana, 12:9

[42] الفتح:29

[43]ایضاً

[44] المدثر:2,1

[45]ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص،31,30

[46] Tulsi Ram, Dr. (Trans.). Atharva Veda. Paropakarini Sabha, Ajmer. Cand 20, 21:6.

[47] abid

[48] الاحزاب:23

[49] الاحزاب:24

[50] الاحزاب:22

[51] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص39,35

[52] الاحزاب:25

[53] الاحزاب:9

[54] الاحزاب:9تا27

[55] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر2، فروری1973ء، ص28

[56] Tulsi Ram Dr. (Trans.), Atharva Veda, Cand 20, 21:20.

[57] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر3، مارچ1973ء، ص13

[58] رگ وید منڈل:11، سوکت:53، منتر:9

[59] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر3، مارچ1973ء، ص15

[60] الاسراء:18

[61] رگ وید منڈل:5، سوکت:27، منتر:1

[62] ماہنامہ برہان، جلد نمبر70، شمارہ نمبر3،، مارچ1973ء، ص16,15

[63] Tulsi Ram Dr. (Trans.), Atharva Veda, Cand 20, 127:7.

[64] بھگود گیتا، ادھیائے4، اشلوک7

[65] الکافرون:6

[66] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج:2، ص:412

[67] الاسراء:12